Pawan kumar (IAS) Lucknow
پون کمار(لکھنو)cell-9412290079

اس زمانے کو ہوا کا رخ بتانے کے لئے
کچھ نہ کچھ تو چاہئے آخر اڑانے کے لئے
کچھ بھی وہ اپنی ترقی کے لئے کرتا نہیں
کوششیں کرتا ہے بس مجھ کو گھٹانے کے لئے
خواہشیں بیتابیاں چاہت وفا بیداریاں
یہ ہیں ایندھن زندگی کے کارخانے کے لئے
ائے محبت ! کشمکش میں پڑ گیا ہے دل مرا
تو چھپانے کے لئے ہے یا جتانے کے لئے
کر چکے پامال دھرتی کو نہ جانے کتنی بار
رہ گیا اب آسماں سر پر اٹھانے کے لئے
ہجر کی ان سردیوں میں ہم نے اکثر یوں کیا
دھوپ میں بیٹھے تری یادیں سکھانے کے لئے

☆☆☆

آسانیوں کے ساتھ ہی دشوار بہت ہے
یہ راہ محبت کی پر اسرار بہت ہے
گنجائشیں دل میں ہوں تو ہے صحن بھی چھوٹا
تقسیم کرو گھر کو تو دیوار بہت ہے
مجبوریء حالات ہیں روکے ہوئے اس کو
حالانکہ مسافت کو وہ تیار بہت ہے
کچھ روز سے وہ راس نہیں آتا ہمیں بھی
اس کو بھی کوئی دوسرا درکار بہت ہے
جنت کی تمنا جسے ہوگی اسے ہوگی
ہم کو تو فقط آپ کا دیدار بہت ہے

ادھوری زندگی ہے
ہر اک شئے میں کمی ہے
خود اپنا ہوں مخالف
عجب رسہ کشی ہے
مری آنکھوں کے اندر
کوئی سوکھی ندی ہے
کسی کا منتظر ہوں
گھڑی بگڑی پڑی ہے
سماعت کے لئے اب
ستمگر خامشی ہے
قضا بھی زندگی کے
بہانے ڈھونڈتی ہے
کسی کی بندگی بھی
کسی کی ناخوشی ہے

☆☆☆

دروازے پر دھوپ کی اترن شام ڈھلے
خود میں گم سم جیوں بیراگن شام ڈھلے
صبح ڈھلے تک دیکھو کیا حالات رہیں
مہکا مہکا سا ہے آنگن شام ڈھلے
دن کا یوں ہی روز گزرنا ہے جاری
ہوتی ہے بینام سی الجھن شام ڈھلے
صرف تمہارے نام پہ جاکے ختم ہوئی
مرے خیالوں کی میراتھن ڈھلے
صبح ازل سے اک خانہ ویرانی تھی
پیشانی پر ابھری الجھن شام ڈھلے

کہیں دریا نہیں ہوتا کہیں صحرا نہیں ہوتا
ضرورت پر ہماری کوئی بھی اپنا نہیں ہوتا
کہانی ختم ہو جاتی کوئی صدمہ نہیں ہوتا
بچھڑتے وقت وہ چھپ کر اگر رویا نہیں ہوتا
بتاؤ کون سی شئے کی کمی ہے میرے پیکر میں
مجھے سمجھاؤ میرا عکس کیوں مجھ سا نہیں ہوتا
تمہاری یاد کے سائے میں یوں ہر وقت رہتا ہوں
میں تنہا رہ بھی جاؤں تو کبھی تنہا نہیں ہوتا
محبت میں یہی ناراضگی تو لطف دیتی ہے
کوئی کھڑکی نہیں ہوتی کوئی پردہ نہیں ہوتا
تسلی اور دلاسے سب کے سب بیکار ہو جاتے
نہ جانے کس طرح بکھرا ہوں میں یکجا نہیں ہوتا
اسے تم دھوپ میں برسات میں کوہرے میں رکھ دیکھو
پون وہ آئینہ ہے جو کبھی دھندلا نہیں ہوتا

☆☆☆

وہ لمحہ جس سے رنگ زندگی نکھرا ہوا سا
کبھی ٹھہرا ہوا سا تو کبھی گزرا ہوا سا
بہا کر لے گیا سیلاب میں جو رات کیا کیا
وہ دریا لگ رہا ہے دن میں کچھ اترا ہوا سا
مری پہچان وہ پوچھے تو میں کیسے بتاؤں
میں اپنے آپ میں سمٹا ہوں پر بکھرا ہوا سا
کہیں بے رنگ سی تصویر ہے کیوں اے مصور
کہیں تصویر کا ہر نقش ہے ابھرا ہوا سا
یقیناً دیر سے تم کو ہی دیکھا ہوگا اس نے
تبھی تو آج درپن بھی ہے کچھ سنورا ہوا سا

آپ کی اس سلطنت میں کچھ گزر میرا بھی ہے
ہے فلک بھر آپ کا حق آنکھ بھر میرا بھی ہے
سوچتا ہوں جتنا ڈرتا تھا میں پاپا سے کبھی
کیا مری اولاد کو اتنا ہی ڈر میرا بھی ہے
خم رکھوں کب تک میں گردن اپنے سینے کی طرف
آسماں اک چاہئے مجھ کو کہ سر میرا بھی ہے
بس یہی اک ربط ہے اب تو ہمارے درمیاں
ہم سفر تیرا رفیقِ معتبر میرا بھی ہے
بعد مدت کے اچانک وہ ملا تو یوں لگا
اس کے ذہن و دل پہ اب تک کچھ اثر میرا بھی ہے
وہ فسانہ جس میں تیری فتح کا ہے تذکرہ
اس فسانے میں حوالہ مختصر میرا بھی ہے
سوچ کر برسے یہ میرے شہر پر ابرِ کرم
سر چھپانے کے لئے چھوٹا سا گھر میرا بھی ہے

☆☆☆

قدم قدم پہ نئے انکشاف کرتا ہے
ہر ایک بات وہ میرے خلاف کرتا ہے
ہمارے حال کو ماضی نے یوں کیا زخمی
کوئی چٹان میں جیسے شغاف کرتا ہے
خفا میں ہونا بھی چاہوں تو ہو نہیں سکتا
خطا کا اپنی وہ یوں اعتراف کرتا ہے
اب اپنا عکس نظر آئے کس طرح اس کو
ہے دھول آنکھوں میں آئینہ صاف کرتا ہے
میں کس کی خوشبو سے دن بھر مہکتا رہتا ہوں
یہ کون ہے جو معطر لحاف کرتا ہے